بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة

دعوتِ حق

از قلم تبلیغی جماعت سے متعلق مسلک دیوبند کے معروف مذہبی عالم

علامہ عبدالغفار غورغشتی

کی مبنی برحق اور چشم کشا تحریر

ناشر

مکتبۂ اہل سنت

جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور فون: 042 7634478

اس کتابچہ کو اگر کوئی چھپوانا چاہے تو چھاپ سکتا ہے

نام کتاب .... دعوتِ حق

نام مؤلف .... علامہ عبدالغفار محمود عفی

کلمات فکر .... سردار احمد حسن سعیدی

بفرمائش .... حافظ محمد کاشف جمیل

کمپوزنگ .... محمد شاہد خاقان ہزاروی

پروف ریڈنگ .... حافظ محمد داؤد صابر چترالوی

ناشر .... مکتبہ اہل سنت جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

فون : 042 7634478

ملنے کے پتے:

☆ مکتبہ اہل سنت

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

☆ مکتبہ رضویہ

دربار مارکیٹ لاہور

☆......☆......☆......☆......☆......☆

مقدمہ

میں صوبہ سرحد کے ایک دور افتادہ گاؤں سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرے والد دار العلوم دیوبند کے فارغ التحصیل عالم تھے اور میں بھی الحمدللہ علماء دیوبند کا خادم ہوں کچھ عرصہ سے ہمارے گاؤں میں تبلیغی جماعت کا آنا جانا شروع ہوا تو میں نے ان کا ساتھ دیا اور چند مرتبہ ان کے ساتھ چلہ بھی لگایا۔ مگر میں نے اس دوران محسوس کیا کہ یہ لوگ مدرسوں میں پڑھانے والے، مسجدوں میں کام کرنے والے اور دین کے دیگر ذرائع سے نشر و اشاعت کا کام کرنے والے علماء کے سخت خلاف ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ بس دین کی تبلیغ کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ بستر کندھے پر رکھو اور تشکیل میں چل دو۔

میں نے اکثر مقامات پر خود مشاہدہ کیا کہ ہمارے ساتھی جس مسجد میں جا کر قیام کرتے تھے وہاں کے عالم کو پیٹھ پیچھے برا بھلا کہتے اور سامنے سامنے اس کو شیرینی اور پھلوں کا ہدیہ پیش کرتے تھے، پھر میں نے دیکھا کہ اس جماعت کے ساتھ چلنے والوں کی اکثریت جاہل بے علم ہے اور علماء ان کے ساتھ جانے کو تیار نہیں ہوتے۔ ہاں مدارس کے طلبہ کو یہ اپنے خرچ پر ساتھ لے جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور وہ بھی چھٹیوں میں سیر و تفریح کے لئے ساتھ چل پڑتے ہیں۔

میں نے علماء کرام سے ان کا ساتھ نہ دینے کی وجہ پوچھی تو اکثر علماء دیوبند نے ان کی غیر شرعی اور خلاف روح اسلام طریقہ تبلیغ کی وجہ سے مخالفت کی۔ پھر میں نے اکابر علماء کی کتابوں کا اس سلسلہ میں مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی سے لیکر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی تک اکابر علماء ان کے طریقہ کار سے متفق نہیں، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے ان کی اصلاح کی کوشش کی مگر یہ لوگ اپنے ہی اکابر سے باغی ہو کر اپنی پرانی روش ترک کرنے پر آمادہ نہیں۔ چنانچہ مجھے ان کے اس رویے سے شدید نفرت ہوئی۔ مجھ سے میری مسجد میں اکثر لوگ ان کے گاؤں میں آنے پر سوالات کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے عوام الناس کی رہنمائی کے لئے یہ چند جوابات مرتب کئے ہیں۔ حوالے غلط ثابت کرنے والے کو عمرہ کا ٹکٹ دوں گا۔

اللہ تعالیٰ ان ہمارے تبلیغی بھائیوں کو ہدایت عطا فرمائے اور ہم سب کو دین کے اصل طریقوں کو اپنانے کی اور اپنے اکابر علماء کی اتباع کی توفیق دے۔ (آمین)

عبد الغفار غورغشتی

بمقام ڈاک اسماعیل خیل صوبہ سرحد

﴿کلمات فکر﴾

تبلیغی جماعت اول دن سے ہی ایک متنازعہ جماعت رہی ہے عوام الناس اس کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ یہ جماعت انگریز حکمرانوں کے ذہن رسا کا نتیجہ ہے، بعض لوگ اسے جہاد کے خلاف ہونے کا طعنہ دیتے ہیں، کوئی ان کے انداز تبلیغ پر خوش نہیں ہے اور اکثر لوگ تو بڑے تلخ لہجے میں پوچھتے ہیں ارے بھائی مسلمانوں کو تبلیغ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ ظاہری بات ہے، وہ لوگ یہ سوچنے میں حق بجانب ہیں کیونکہ تبلیغ تو کفار ومشرکین کو کی جاتی ہے۔ کلمہ گو تبلیغ کے محتاج نہیں رہتے البتہ مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات اور ایک مخصوص ماحول میں مذہبی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کی یہ ضرورت مساجد ومدارس کے ذریعے پوری ہوتی رہتی ہے جہاں تک تبلیغی جماعت والوں کی بات ہے تو ان میں سے اکثر اسلامی تعلیم سے ناآشنا اور دوسروں کو تعلیم دینے کے اعتبار سے انتہائی نا اہل ہوتے ہیں۔ عموماً مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ دوران تبلیغ جہاں بھی یہ لوگ بے بس ہوئے جو کہ اکثر ہوتا ہے تو فوراً کہہ دیتے ہیں ہم تو سیکھنے کے لئے آئے ہیں آج تک لوگوں کو اس بات کی سمجھ نہ آسکی کہ جب آپ سیکھ رہے ہیں تو پھر تبلیغ کس بات کی کر رہے ہیں۔ کیا یہ دین اسلام سے ایک سنگین مذاق نہیں، اور پھر اتنی جلدی اپنی بات اور مشن سے کنارہ کشی اختیار کر لینا اور فوراً ہی کینچلی بدل لینا بلکہ انقلابی یوٹرن لے لینا، مخاطب تو حیرت کے مارے سوچنے لگتا ہے کہ یا اللہ یہ میرا کس قسم کے مصلحین سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ان کا یہ رویہ اور انداز دیکھ کر ہمارے ذہن میں تو اونٹ اور شتر مرغ دوڑنے لگتے ہیں۔ ویسے بھی جو خود اسلام سے آشنا نہ ہو وہ بھلا دوسروں کو کیا اسلام سکھائے گا۔

تبلیغی جماعت کے انداز فکر، ان کے طریقہ تبلیغ اور بعض اسلامی فرائض سے ان کے اعراض کی روش ایک عام مسلمان کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے کہ اس جماعت کا آخر مشن کیا ہے یہ مسلمانوں سے کیا چاہتے ہیں جہاد کے متعلق ان کی زبان ہمیشہ خاموش کیوں رہتی ہے، اپنے اجتماع میں یہ مجاہدین کے حق میں دعا کرنے سے قاصر کیوں نظر آتے ہیں۔

ایک اور بات جس پر تمام مسلمانوں کو ٹھنڈے دماغ سے سوچنا چاہئے کہ تبلیغی جماعت والے ہزاروں لوگوں کو چلے، تین ماہ اور ایک سال کے لئے بے فائدہ مشقت میں ڈال دیتے ہیں اس قدر لوگوں کے مسلسل بے کار رہنے سے مملکت اسلامیہ کی معاشی صورت حال پر جو مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں ان کا ذمہ دار کون ہے؟ پھر یہ بے فائدہ گھومنے اور پھرنے والے حضرات جن کی انفرادی معیشت پہلے ہی کمزور ہوتی ہے، مسلسل بے کار رہنے سے ان کی معاشی صورت حال مزید خراب ہو جاتی ہے اور یہ لوگ معیشت اور معاشرت پر بوجھ بن جاتے ہیں اور مملکت اسلامیہ کے مسائل میں مزید اضافہ کا باعث بنتے ہیں کیا اس عمل کو دین اسلام اور مخلوق خدا کی خدمت کہا جا سکتا ہے؟ کوئی بھی ذی ہوش اور مخلص و مصلح شخص ایسا نہیں کر سکتا ہے؟

ذرا لگے ہاتھوں یہ بھی بتاتے جایئے کہ وہ لوگ جو حقوق العباد کی ادائیگی سے فرار حاصل کرتے ہیں بلکہ مسلسل ان حقوق سے غفلت اختیار کئے رکھتے ہیں، ان کے دوسروں کو تبلیغ کرنے سے متعلق آپ کیا کہیں گے؟ کیا مبلغین و مصلحین اتنے غیر ذمہ دار لوگ ہوسکتے ہیں؟

تبلیغی جماعت والوں کے بارے میں لوگوں کو ایک شکایت یہ بھی ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ مسلمانوں کے دروازے پر دستک دیتے نظر آتے ہیں عام لوگوں کا خیال تو یہ ہے کہ شاید ہمیں یہ مسلمان ہی نہیں سمجھتے اس لئے ہمیں ہی تبلیغ کرتے رہتے ہیں اگر معاملہ واقعتاً یہی ہے (اور بات بھی یہی ہے، اگرچہ ابتداً وہ اس کا اظہار نہیں کرتے) تو پھر ان لوگوں کے ذہن کی نفاست اور ان کی اعلیٰ سوچ کا اندازہ آپ خود ہی کر لیجئے۔ مسلمانوں سے یہ کتنا سنگدلانہ سلوک ہے اور پردے کے پیچھے کتنی خوفناک حقیقت پوشیدہ ہے۔

ویسے عام لوگ کہتے ہیں کہ آج کل تبلیغ کی سب سے زیادہ ضرورت تو امریکن فوجیوں کو ہے جن کے ظلم وستم سے امت مسلمہ سخت پریشان ہے اور ان کے جان ومال اور عزت وآبرو بلکہ پورے کے پورے ملک داؤ پر لگے ہوئے ہیں ان سنگین حالات میں تبلیغی جماعت والے اگر ان کو راہ راست پر لانے کا کارنامہ سرانجام دے لیں تو یہ امت مسلمہ کی بہت بڑی خدمت ہوگی اور سب شکوے شکایت بھی دور ہو جائینگے۔

میرا خیال تو یہ ہے کہ خود تبلیغی جماعت والوں کو خالص اسلامی تعلیم کی اشد ضرورت ہے کیونکہ ان کا بے مقصد گھر سے باہر رہنا، حقوق العباد کی ادائیگی سے مسلسل فرار، اہل اسلام کو پھر سے مسلمان بنانے کی بے کار مشق کرنا، خدا کے گھر کو اپنا گھر سمجھ کر وہیں سونا وہیں کھانا، اس کی حرمت وعظمت کا ذرا خیال نہ رکھنا، یہ سب تعلیم کے انتہائی فقدان اور اسلامی تعلیمات سے مکمل عدم واقفیت کی وجہ سے ہے ورنہ کون سنگدل ہے جو کسی مسلمان کو اس کے اسلام کا اعتبار نہ کرتے ہوئے پھر سے مسلمان بنانے میں مصروف ہو جائے اور خانہ خدا کو اپنی آرام گاہ بنالے۔ ذرا سوچئے!

بعض لوگ ایک اہم نکتہ یہ بھی اٹھاتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کی کل علمی کائنات "تبلیغی نصاب" میں کبھی ایک باب فضائل درود شریف ہوا کرتا تھا بعد میں اس کو نکال باہر کیا گیا، لوگ کہتے ہیں ایسا کیوں ہوا؟ درود پاک سے یہ رویہ آخر کس لئے اختیار کیا گیا؟ ایک مسلمان ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔

علامہ عبدالغفار غور غشتی مسلک دیوبند کے ایک معروف عالم ہیں، تبلیغی جماعت سے ان کا گہرا مسلکی رشتہ ہے، عملی طور پر جماعت کے قریب رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ غور غشتی صاحب کو تبلیغی جماعت سے وابستہ لوگوں کے طریقہ تبلیغ اور ان کے حقیقی مشن کو جاننے کا بہت قریب سے موقع ملا۔ بالآخر وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ تبلیغی جماعت اسلام کی نمائندگی نہیں کرتی، ان کا مشن غیر واضح ہے۔ ان کا طریقہ تبلیغ درست نہیں، ان کا مسلمانوں میں تبلیغ کرنا کسی طور پر جائز نہیں ہے، یہ لوگ اسلامی تعلیمات سے

آگاہ ہی نہیں ہیں، حقوق العباد جیسی اہم ذمہ داریوں کو انہوں نے پس پشت ڈال رکھا ہے۔

غور غشتی صاحب نے باحوالہ بہت سی وضاحتیں پیش کی ہیں جو یقیناً پڑھنے والوں کے لئے بہت سودمند ہوں گی اور تبلیغی جماعت سے متعلق حقائق جاننے اور یہ فیصلہ کرنے کے بارے میں ان کے لئے معاون ثابت ہونگی کہ تبلیغی جماعت والوں کے ساتھ چلے کاٹنا اور سہ روزے لگانا جائز ہے یا نہیں ہے اور کہیں خدمت کے روپ میں تخریب تو نہیں ہو رہی۔ مسلمانوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ دور حاضر میں مسلمانوں کو جن سنگین مسائل کا سامنا ہے اس کا ان لوگوں کو احساس تک نہیں۔ واہ حیرتا

یہ حقیقت چھپانے سے بھی نہیں چھپ سکتی کہ تبلیغی جماعت نے بے شمار مسلمانوں کو رہبانیت کے راستے پر لگا دیا ہے اور کون نہیں جانتا کہ رہبانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، "لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْاِسْلَامِ" اس کی واضح دلیل ہے۔

مسلمان بھائیو! ہمیں یہ بھی تو سوچنا چاہیے کہ عالمی سامراج اور فسطائی قوتیں آج بہت سی مذہبی جماعتوں سے برگشتہ ہیں اور بالخصوص دینی مدارس سے متعلق تو اُن کا عناد سب پر عیاں ہے وہ ہمارے مدارس اور اس کے نظام کو تباہ کرنا چاہتی ہیں، سکول، کالج اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں وہ نقب لگا چکی ہیں، جبکہ مدارس کے نظام تعلیم اور نصاب کو بھی وہ بے کار کرنا چاہتی ہیں لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کی طرف وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتیں اور ایسا لگتا ہے کہ اُن کی جانب سے اِن کو کوئی خطرہ نہیں اور اِن کی بنیاد پرستی پھر بھی اُن قوتوں کو کوئی اعتراض نہیں، یہ رویہ، اعراض بلکہ یہ تعاون آخر کیوں! ذرا سوچیے

میں سمجھتا ہوں کہ کچھ غور و فکر کے بعد آپ اس نتیجے پر پہنچ ہی جائیں گے کہ حقیقت کچھ اور ہے جو بہت سے پردوں کے پیچھے چھپی بیٹھی ہے۔

ویسے ان کے دنیا بھر میں سالانہ اجتماعات اور گاؤں گاؤں، قریہ قریہ سیر و تفریح کرنے پر جو اربوں روپیہ خرچ (برباد) ہو رہا ہے وہ آخر کہاں سے آتا ہے اس کے متعلق آپ کو بہت زیادہ سوچنے اور دماغ کھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔

خواہ مخواہ پریشان ہونے اور مزید دکھ پالنے کا بھلا کیا فائدہ؟

والسلام

سردار احمد حسن سعیدی

☆☆☆☆☆

﴿سوالات وجوابات﴾

سوال : کیا دین کی تبلیغ ہر شخص پر فرض عین ہے؟

جواب : تبلیغ ہر شخص پر فرض عین نہیں جو لوگ تبلیغ کو فرض عین کہتے ہیں وہ علم دین سے ناواقف ہیں۔

(حوالہ فتاویٰ رحمت حصہ اول ص ۴۲، از علامہ رحمت کریم دیوبندی)

سوال : دعوت وتبلیغ کا کام کن لوگوں کی ذمہ داری ہے؟

جواب : حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ کام تبلیغ کا وہی لوگ کر سکتے ہیں جو معروف ومنکر کا علم رکھتے اور قرآن وسنت سے باخبر ہونے کے ساتھ ذی ہوش اور موقع شناس ہوں۔

سوال : کیا جس جگہ دین کا پیغام پہنچ چکا ہو اور لوگ بکثرت دین پر قائم ہوں وہاں تبلیغ کرنا بھی ضروری ہے یا صرف وہاں ضروری ہے جہاں کبھی تبلیغ نہ ہوئی ہو؟

جواب : حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں جہاں اسلام پہنچ چکا ہو وہاں تبلیغ اسلام واجب نہیں ہے جیسا کہ اکثر جگہ اسلام پہنچ چکا ہے اور تبلیغ کے معنی اسلام پہنچانے کے ہیں جب اسلام پہنچ چکا تو تبلیغ ساقط (ختم) ہو جائے گی۔ (مقالات حکمت ص ۶۷ مولانا تھانوی)

سوال : تبلیغ کا کام کس سے سیکھا جائے؟

جواب : حضرت علامہ مفتی محمد شفیع صاحب اپنی تفسیر معارف القرآن جلد پنجم میں لکھتے ہیں کہ دعوت الی اللہ (تبلیغ) کا کام دراصل انبیاء کا منصب ہے امت کے علماء اس منصب کو ان کا نائب ہونے کی حیثیت سے استعمال کرتے ہیں تو لازم ہے کہ اس کے آداب اور طریقہ بھی انہیں (علماء) سے سیکھیں جو دعوت ان طریقوں پر نہ رہے وہ دعوت کی بجائے عداوت اور جنگ وجدال کا موجب ہوتی ہے۔

(تفسیر القرآن)

سوال : تبلیغ کرنے کی اجازت کب دی جاسکتی ہے؟

جواب : جب تک انسان اللہ کی بات یعنی کلام اللہ (قرآن مجید) کو نہ سمجھے اسے اس امر کی اجازت نہیں کہ وہ دوسروں کو سمجھانا شروع کر دے۔ وعظ ونصیحت اور تبلیغ کے لئے قرآنی علوم کا حاصل کرنا شرط ہے اس کے بغیر انسان نااہل ہے اور نااہل کے لئے دعوت وتبلیغ ناجائز ہے۔

سوال : کیا دین کی تبلیغ کرنے کے لئے کسی خاص تعلیم کی ضرورت ہے کیا ہر شخص تبلیغ نہیں کرسکتا؟

جواب : مولانا شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص محض انگریزی زبان سیکھ کر میڈیکل سائنس کی کتابوں کا مطالعہ کرلے تو دنیا کا کوئی عقل مند شخص اسے ڈاکٹر تسلیم نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی جان اس کے حوالہ کرسکتا ہے۔ جب تک اس نے کسی میڈیکل کالج سے باقاعدہ تعلیم وتربیت حاصل نہ کی ہو۔ چنانچہ ڈاکٹر بننے کے لئے صرف انگریزی سیکھ لینا کافی نہیں بلکہ باقاعدہ ڈاکٹری کی تعلیم وتربیت ضروری ہے۔ اس طرح دعوت وتبلیغ میں صرف چند باتیں سیکھ لینا کیسے کافی ہوسکتا ہے؟ اور شعبہ دعوت وتبلیغ اتنا لاوارث کیسے ہوسکتا ہے کہ اس کی تشریح وتفسیر کے لئے کسی علم وفن کے حاصل کرنے کی ضرورت نہ ہو اور اس کے معاملہ میں جو شخص چاہے رائے زنی شروع کردے۔

(شبلی نعمانی سیرت النبی ﷺ ص ۱۴)

سوال : کیا کسی بے علم تبلیغ کرنے والے عام آدمی کی تبلیغ سننا جائز ہے؟

جواب : کسی ایسے شخص کی تبلیغ و وعظ سننا جو عالم نہ ہو جائز نہیں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ آج کل جو اکثر جاہل وعظ کہتے پھرتے ہیں اور بے دھڑک روایات واحکام بلا تحقیق بیان کرتے ہیں سخت گنہگار رہتے ہیں سامعین کو ان کا وعظ (تبلیغ) سننا جائز نہیں۔

(تفسیر القرآن ص ۱۲۸ از مولانا اشرف علی تھانوی)

سوال : کیا دیوبند کے علماء نے عام لوگوں کو تبلیغ کرنے کی اجازت دی ہے؟

جواب : ہرگز نہیں دی بلکہ دار العلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نے اپنی کتاب مسلک علمائے دیوبند میں لکھا ہے کہ تبلیغ کی پشت پر اگر علم نہ ہو تو یہ رسمی تحریک اور رواجی تنظیم ہے جو علم کے لئے مہلک (تباہ کن) ہے۔ (مسلک علمائے دیوبند ص ۸۶)

سوال : کیا تبلیغ کے لئے ہر مسلمان کو سفر کرنا لازم ہے؟

جواب : ہر مسلمان تبلیغ کرنے کا اہل ہی نہیں تو سفر کیونکر لازم ہوگا۔ مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی نے کفایت المفتی جلد ۲ ص ۱۰ پر لکھا ہے کہ تبلیغ کی غرض سے سفر کرنا ہر مسلمان پر فرض نہیں بلکہ صرف ان لوگوں پر جو تبلیغ کی اہلیت بھی رکھتے ہوں اور فکر معاش سے بھی فارغ ہوں سفر کرنا جائز ہے مگر فرض یا لازم ہر مسلمان کے ذمہ نہیں۔ (کفایت المفتی جلد ۲ ص ۱۰)

سوال : کیا بغیر علم کے تبلیغ کرنا خود تبلیغی جماعت کے بانیوں نے کبھی جائز کہا ہے؟

جواب : بالکل نہیں بلکہ ملفوظات مولانا محمد الیاس دہلوی نے رئیس التبلیغ میں لکھا ہے کہ ہماری تبلیغ علم

وذکر کی بڑی اہمیت ہے بدون علم کے نہ عمل ہو سکے نہ عمل کی معرفت اور بدون ذکر کے علم ظلمت ہی ظلمت ہے اس میں نور نہیں ہو سکتا مگر ہمارے کام کرنے والوں میں علم کی کمی ہے۔

(کتاب دعوت وتبلیغ میں ذکر اللہ کی اہمیت)

سوال : میرے والدین مجھے تبلیغ کے لئے جانے کی اجازت نہیں دیتے کیا میں ان کی بات مانوں؟

جواب : والدین کی بات ماننا لازم ہے مفتی محمد شفیع صاحب معارف القرآن جلد ۵ ص ۵۳ میں لکھتے ہیں کہ جب کوئی چیز فرض عین یا واجب علی العین نہ ہو صرف کفایہ کے درجہ میں تو اولاد کے لئے وہ کام بغیر ماں باپ کی اجازت کے جائز نہیں اس میں علم دین حاصل کرنے اور تبلیغ کے لئے سفر کرنا بھی شامل ہے بغیر والدین کی اجازت کے یہ دونوں کام کرنا جائز نہیں۔

سوال : تبلیغ فرض کفایہ اور ماں باپ کی خدمت فرض عین ہے کیا ماں باپ کو چھوڑ کر تبلیغ کے لئے نہیں جا سکتے ہیں؟

جواب : بالکل نہیں جا سکتے، بہشتی زیور میں مولانا اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں۔

سوال : کیا تبلیغ میں جانے کے لئے قرض لے کر سفر کیا جا سکتا ہے؟

جواب : سخت منع ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا لکھتے ہیں کہ جو لوگ مقروض ہوں یا قرض لیکر تبلیغ کو جائیں میں انہیں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ جس شخص پر قرض ہو وہ جب تک اپنا قرض ادا نہ کرلے اسے مسلح جہاد کے لئے جانا (بھی) مکروہ ہے۔

سوال : بیوی بچوں کو چھوڑ کر سال بھر کے لئے تبلیغ میں جانے کا کیا حکم ہے؟

جواب : حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب العمرۃ بذبح البقرۃ میں ص ۲۷۲ پر لکھا ہے کہ مجاہدہ ترک فرائض کا نام نہیں۔ بیوی بچوں کو چھوڑ کر نکل جانا کوئی جہاد نہیں بلکہ بیوی بچوں کی خبر گیری شرعاً فرض ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے احیاء العلوم جلد ۲ میں لکھا ہے کہ مرد کو چاہئے کہ ہر چار روز میں ایک بار بیوی کے پاس آئے۔ نیز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کوئی مرد اپنی عورت سے چار ماہ تک علیحدہ رہے یہ جائز نہیں۔ اگر چار ماہ سے زیادہ گذر جائیں تو عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ ایسے مرد سے علیحدگی کی درخواست کر سکتی ہے، اگر مرد باہر سفر میں ہو اور اس کو چھ ماہ گزر چکے ہوں تو اس کو واپس گھر آنا چاہئے۔

سوال : کیا ایک سال یا ڈیڑھ سال کے لئے گھر سے تبلیغ کے لئے چلے جانے میں کوئی شرعی حرج ہوتا ہے؟

جواب : جی ہاں فتاویٰ رحمت جلد اول میں حضرت مولانا رحمت کریم صاحب دیوبندی فرماتے ہیں

کہ ایک سال یا ڈیڑھ سال تک بیوی بچوں کو چھوڑ کر تبلیغ کے لئے جانا جہاں شریعت مطہرہ کی پامالی ہے وہاں اپنے آپ کو عظیم ثوابوں سے محروم کرنا بھی ہے۔ جو لوگ بیوی بچوں کو چھوڑ کر سال کے لئے تبلیغ میں نکلتے ہیں وہ چار ماہ کے علاوہ باقی آٹھ ماہ یعنی بتیس جمعوں تک نہ صرف حکم شریعت کی نافرمانی کرتے ہوئے حقوق العباد کو پاؤں تلے روندتے ہیں بلکہ انتہائی بدقسمتی کی بات ہے کہ خود اتنی طویل مدت تک عظیم الشان ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ (فتاوی رحمت ص ۳..........)

سوال : اگر کوئی شخص سرکاری ملازم ہو اور رخصت اتفاقیہ لیکر یا جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ پیش کر کے تبلیغ کے لئے نکلے تو کیا ایسا کرنا جائز ہوگا؟

جواب : فتاوی رحمت حصہ اول میں مولانا رحمت کریم دیوبندی لکھتے ہیں کہ دعوت و تبلیغ، تعمیر مکان اور حصول علم کے لئے رخصت اتفاقیہ لینا شرعی طور پر درست نہیں اور جو سرکاری ملازم اپنی 25 دن کی رخصت اتفاقیہ دعوت و تبلیغ میں یا اپنی دیگر ضروریات میں ختم کرنے کے بعد جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ کے ذریعہ سے حکومت سے رخصت حاصل کرتا ہے تو وہ حد درجہ خائن اور دغاباز ہے۔

(فتاوی رحمت حصہ اول ص ۷۰)

سوال : بعض مسجدوں میں عصر کی نماز یا دیگر نمازوں کے بعد تعلیم ہوتی ہے جو تبلیغی جماعت کا مخصوص طریقہ ہے اور یہ تعلیم اکثر غیر عالم شخص کرتا ہے کیا ایسے شخص کی کتاب سے دیکھ کر کی جانے والی تعلیم میں بیٹھنا جائز ہے؟

جواب : ہمارے اکابر دیوبند رحمہم اللہ نے ایسے شخص کی وعظ و تبلیغ کو سننا پسند نہیں کیا ہے، جو عالم نہ ہو حضرت علامہ اشرف علی تھانوی نے غیر عالم شخص کے وعظ سننے کو ناجائز کہا ہے۔

(فتاوی رحمت حصہ اول ص ۷۲)

سوال : تبلیغی جماعت کے لوگ کہتے ہیں کہ تبلیغ جہاد ہے اور وہ جہاد والی آیتیں سنا کر تبلیغ کے لئے نکلنے پر زور دیتے ہیں اور فی سبیل اللہ خرچ کرنے والی آیتیں سنا کر کہتے ہیں کہ فی سبیل اللہ کا بہترین طریقہ تبلیغ کے سفر میں اور تبلیغ کرنے والوں پر مال خرچ کرنا ہے کیا ان کی یہ بات درست ہے؟

جواب : اگر سبیل اللہ سے مراد ایک عام معنی لئے جائیں یعنی فریضہ تبلیغ ادا کرنا تو ایک عظیم غلطی اور دین سے عدم واقفیت کی نشانی ہے اور اگر اس سے خاص معنی مراد لئے جائیں یعنی ہماری (تبلیغی) جماعت کے ذریعہ سے فریضہ تبلیغ ادا کرنا جیسا کہ عام تاثر ہے، تو یہ غلطی ہی نہیں بلکہ دین میں تحریف بھی ہے، جو احکام چودہ سو سال قبل نازل ہوئے تھے انہیں آج کی تبلیغی جماعت کے لئے سمجھنا تحریف فی الدین نہیں تو اور کیا ہے۔ (فتاوی رحمت حصہ اول ص ۱۸۱)

سوال : تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب انچاس کروڑ نمازوں کے برابر ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب : حدیث پاک کی مشہور و معروف کتابوں یعنی صحاح ستہ سمیت حدیث کی کسی کتاب میں کوئی ایسی بھی حدیث نہیں جس میں تبلیغی جماعت کے ساتھ نماز کا ثواب انچاس کروڑ نمازوں کے برابر بیان ہوا ہو اور ثواب کا بیان یا تو قرآن میں ہو سکتا ہے یا حدیث میں جب ان دونوں میں نہیں تو یہ محض من گھڑت بات ہے اور لوگوں کو اپنی جماعت کی فضیلت بتا کر اپنی طرف راغب کرنے کی ایک مکروہ چال ہے جو سراسر دھوکہ پر مبنی ہے۔

سوال : اگر کسی جماعت میں کثیر تعداد میں لوگ شامل ہو جائیں تو کیا یہ بات اس جماعت کے حق پر ہونے کی علامت یا دلیل ہو گی؟

جواب : مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی معارف القرآن جلد سوم میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگ کسی کے اتباع و اقتدا کا معیار لوگوں کی بھیڑ کو بنا لیتے ہیں۔ جس طرف یہ بھیڑ دیکھی اس طرف چل پڑے۔ یہ بھی ایک نا معقول حرکت ہے کیونکہ اکثریت تو ہمیشہ دنیا میں بیوقوفوں یا کم عقلوں کی اور عمل کے لحاظ سے بدعملوں کی رہتی ہے اس لئے بھیڑ حق و ناحق یا بھلے برے کی تمیز کا معیار نہیں ہو سکتی

(معارف القرآن جلد سوم)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ کسی جانب جماعت کثیرہ کا ہونا اس کی حقانیت کی دلیل نہیں۔ (کتاب درجات اسلام ص ۲۷۲ از مولانا اشرف علی تھانوی)

سوال : تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں بیان کے بعد تبلیغ پر جانے کے لئے نام لکھوانے کو کہا جاتا ہے اور یہ حدیث اس وقت سنائی جاتی ہے کہ اللہ کے راستے میں ایک دن کے لئے نکلنا دنیا اور جو کچھ اس دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے کیا واقعی تبلیغی جماعت کے ساتھ 24 گھنٹے لگانے سے اتنا عظیم ثواب ملتا ہے؟

جواب : یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سنگین مذاق ہے اس حدیث کے بارے میں خود بانی تبلیغی جماعت شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب نے لکھا ہے کہ غزوہ موتہ کے موقع پر جہاد میں جانے کی ترغیب دلانے کے لئے حضور ﷺ نے فرمایا تھا مگر افسوس ہے کہ غزوہ موتہ میں شرکت کی فضیلت اور جہاد میں اننے کے اجر و ثواب کو اپنے ہی علاقہ میں گشت کرنے اور مسجد میں اکثر وقت کھانے پینے اور سونے میں صرف کرنے پر قیاس کر لیا گیا جس میں بیسیوں حقوق العباد ضائع ہو رہے ہوتے ہیں کہاں اللہ کی راہ میں سر قربان کرنا اور کہاں محلے کا گشت اور تعلیم ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' اللہ تعالیٰ حدیثوں کی ایسی جاہلانہ تاویل سے محفوظ فرمائے۔ (فتاویٰ رحمت)

سوال : کیا عورتیں تبلیغ کے لئے جاسکتی ہیں؟

جواب : حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی نے کفایہ مفتی میں لکھا ہے کہ عورتوں کا تبلیغ کے لئے گھر سے نکلنا زمانہ خیر الامم (حضور کے زمانہ) میں نہ تھا، جب سنت سے ثابت نہیں تو گناہ ہی کام ہوا کہ ہمارے دیوبند کے اکابر علماء ہر اس کام کو جو سنت سے ثابت نہ ہو کار گناہ ہی تصور کرتے ہیں۔

سوال : اتنی کثرت سے تبلیغ کہ لوگ تنگ آجائیں اس کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟

جواب : یہ سوال کوئی فرضی کہانی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ نماز کے بعد تبلیغی نصاب سے تعلیم دینے والے علم دین میں بالکل صفر اور دعوت و تبلیغ کے اصول و آداب سے ناواقف ہوتے ہیں پھر ہر روز تبلیغ کرنا خود سنت رسول ﷺ کے خلاف ہے حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ بعض دنوں میں تبلیغ فرماتے اور بعض میں نہیں تاکہ لوگوں کے کاروبار کا حرج نہ ہو اور ان کی طبیعت پر بار نہ ہو۔

(معارف القرآن جلد ۵ از مفتی محمد شفیع صاحب نیز فتاویٰ رحمت ص ۱۳۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلیل القدر صحابی تھے ان سے ایک شخص نے کہا میری خواہش ہے کہ آپ ہر روز ہم کو وعظ کیا کریں حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا میرے لئے ایسا کرنا مشکل نہیں مگر میں اس لئے ایسا نہیں کرتا کہ تم کو اکتا دینا مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا اور میں موقع اور وقت دیکھ کر تم کو نصیحت کرتا ہوں، جیسے نبی اکرم ﷺ ہمارا وقت اور موقع دیکھ کر ہم کو نصیحت فرماتے تھے آپ کو یہی ڈر تھا کہ ہم کہیں اکتا نہ جائیں۔

اب اندازہ لگائیے کہ اللہ کے رسول ﷺ تو لوگوں کا وقت اور موقع دیکھ کر تبلیغ فرمائیں اور ہمارے تبلیغی ساتھی موقع بے موقع ہر روز زبردستی پکڑ پکڑ کر تبلیغی حلقہ میں بٹھائیں کیا یہی طریقہ رسول ﷺ ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا عالم تو ہفتہ میں ایک دن وعظ کرے اور لوگوں کے اصرار کے باوجود روزانہ تبلیغ کو تیار نہ ہو اور ہمارے دین سے کورے مبلغین ہر روز زبردستی لوگوں پر مسلط ہو جائیں، جہالت اسی کا نام ہے علم ہوتا تو ایسا کام نہ کرتے۔

سوال : کیا تبلیغ کرنا والدین بیوی بچوں اور دیگر لوگوں کے حق حقوق سے بڑھ کر ہے؟

جواب : مجھے دو چیزوں میں خاص تصلب (مضبوطی) ہے ایک تو یہ کہ جن لوگوں کے ذمہ حقوق العباد ہوں وہ مقدم ہیں دوسرے یہ کہ جو شخص کسی شیخ (مرشد) سے منسلک ہو اور شیخ کی طرف سے ممانعت ہو وہ ہرگز بغیر اجازت کے تبلیغ میں شریک نہ ہوں۔

(شیخ الحدیث محمد زکریا تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات ص ۱۳۵)

سوال : کیا والدین کی اجازت کے بغیر جماعت والوں کے ساتھ تبلیغ میں جانا صحیح ہے؟
جواب : شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں یہ ناکارہ تو والد صاحب کی اجازت کے بغیر جانے کی اجازت نہیں دیتا۔ (ایضاً ص ۲۵)
سوال : کہا جاتا ہے کہ جماعت میں چلہ لگانے والے شخص کے ذمہ جو حقوق العباد ہیں اس کام (تبلیغ) میں لگنے کی وجہ سے ان کے بدلے حقوق والوں کو جنت کی نعمتیں ملیں گی اور اللہ تعالیٰ خود حقوق والوں سے حقوق معاف کرا کر راضی کرلیں گے کیا یہ صحیح ہے؟
جواب : یہ سخت غلطی ہے کہ کوئی قانون اور ضابطہ اللہ کے ہاں ایسا نہیں نہ قرآن وسنت سے ثابت ہے کہ جو دوسروں کے حقوق چھوڑ کر تبلیغ میں جائے اللہ اس کے حق حقوق معاف کردے گا یا کرالے گا۔
(فتاویٰ رحمت)

سوال : کیا تبلیغ کا کام ہر عالم وجاہل پر فرض ہے؟
جواب : مولانا شبلی نعمانی سیرت النبی ﷺ کی جلد ششم میں لکھتے ہیں کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر (تبلیغ) ہر جاہل آدمی کا فرض نہیں، مبلغ (تبلیغ کرنے والے) کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلام کا وسیع علم رکھتا ہو اور تبلیغ کے تمام آداب واحکام جانتا ہو۔ (مولانا شبلی نعمانی سیرت النبی ﷺ)
سوال : کیا چند دن تبلیغی جماعت کے ساتھ گزار کر انسان پیغمبروں والا کام کرنے کی سعادت حاصل کرلیتا ہے؟
جواب : مولانا شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ محض چند یوم ایک مخصوص طریقہ سے جماعت کے ساتھ گزارنے کے بعد اپنے آپ کو پیغمبری منصب کا صحیح جانشین اور محافظ سمجھنا اور دین کے دیگر شعبوں سے وابستہ افراد کو اپنے سے کمتر سمجھنا انتہائی خطرناک طرز عمل ہے جو دین میں نہایت مہلک گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ (شبلی نعمانی، سیرت النبی)
سوال : کیا تبلیغ کا حق صرف تبلیغی جماعت میں جانے ہی سے ادا ہوسکتا ہے اور کوئی دوسرا ذریعہ تبلیغ کا نہیں؟
جواب : یہ سمجھنا کہ صرف تبلیغی جماعت میں جا کر ہی تبلیغ کا حق ادا ہوسکتا ہے یہ شرعی حدود سے تجاوز کرنا ہے بلکہ شریعت کو پامال کرنے والی بات ہے۔ (فتاویٰ رحمت ص ۱۴۲)
سوال : کیا جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کو تبلیغ کرنے کے لئے ادھر ادھر نہیں بھیجا جاتا تھا؟
جواب : عام لوگوں کو تبلیغ کے لئے نہیں بھیجا جاتا تھا صحابہ میں سے صرف ان کو اس کام کے لئے بھیجا جاتا تھا جو مکمل عالم ہوتے تھے اور وہ گلی گلی گھوم کر مسجدوں میں سو کر تبلیغ نہیں کرتے تھے بلکہ جس گاؤں یا شہر کے لوگ انہیں حضور سے مانگ کر لاتے وہ انہی کے پاس طویل عرصہ ٹھہرتے اور اس بستی یا گاؤں

والوں کو قرآن اور دین کے احکام سکھایا کرتے تھے آج کل کے دور کی طرح گشت اور چلت پھرت نہیں تھی۔ (فتاویٰ رحمت)

سوال : کیا حضور ﷺ کے زمانہ میں ملازم پیشہ لوگ، زمیندار، مزدور، معلم، دوکاندار، تاجر، طالب علم اور دیگر پیشوں کے لوگ موچی نائی لوہار ترکھان وغیرہ تبلیغ کرنے نہیں نکلتے تھے؟

جواب : بالکل نہیں اور نہ اس کا حدیث شریف میں کوئی ثبوت ہے صرف دین کا علم رکھنے والے صحابہ یہ کام کرتے تھے اور اس طرح ان کا اپنا ذریعہ روزگار بھی متاثر نہیں ہوتا تھا۔

سوال : کیا یہ ضروری ہے کہ کالج اسکول کی تعلیم چھوڑ کر تبلیغ کو نکلا جائے؟

جواب : ہرگز ضروری نہیں بلکہ کالج اسکول کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ کسی اچھے عالم کی صحبت اختیار کرنی چاہئے اور اس سے دین کے مسائل سیکھنے چاہئیں۔

سوال : اگر کسی علاقہ میں مسجد میں قرآن وحدیث کی تعلیم دی جاتی ہو تو اسے چھوڑ کر تبلیغی جماعت کی مخصوص تبلیغ سننے کے لئے جانا کیسا ہے؟

جواب : ایسا ہی جیسے کوئی شخص گھر میں پکا ہوا حلال خوش ذائقہ گوشت اور تازہ کھانا چھوڑ کر کسی دوسرے کے ہاں باسی دال روٹی کھانے چلا جائے۔

سوال : تبلیغی جماعت کے لوگ علماء کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟

جواب : اگر علماء کی مخالفت نہ کریں اور ان میں کیڑے نہ نکالیں تو ان کا کاروبار کیسے چلے گا؟ اپنی طرف لوگوں کو لگانے کے لئے علماء کے خلاف باتیں کرکے ہی کام چلایا جاتا ہے ورنہ لوگ تو علماء کے پاس جائیں گے ان کی تبلیغ میں کون بیٹھے گا۔

سوال : تبلیغی جماعت بھی ہمارے دیوبندی علماء کی قائم کی ہوئی جماعت ہے اور ہمارے محلہ میں ایک دیوبندی عالم کا درس ہے مگر دونوں ایک دوسرے کے سخت مخالف ہیں ہم آپس میں کیوں لڑ رہے ہیں؟

جواب : یہ صورت حال اکثر جگہوں پر ہے جہاں تبلیغی جماعت ہوگی وہاں اس جماعت کے لوگ مسجد پر اپنا ہولڈ قائم کرنے کی کوشش کریں گے اور عالم کی بے توقیری کریں گے عالم اپنے علم کے مطابق وعظ درس اور تبلیغ کا کام کرے گا اور یہ اپنے مخصوص طریقہ پر اس طرح اکثر دونوں کی آپس میں نہیں بنتی اور جہاں دونوں کی آپس میں نہ بنے وہاں فساد ہو کر رہتا ہے۔

سوال : تبلیغی جماعت بریلوی مسلک والوں کو مشرک اور کافر بھی کہتی ہے پھر ان کی مسجدوں میں جا کر ٹھہرتی اور ان کے امام کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب : ان کے بڑوں نے ان کو ایسا ہی بتایا ہے حالانکہ ہمارے علماء دیوبند تو اس کے خلاف ہیں مگر

تبلیغی جماعت کا خیال ہے کہ ایسا کرنے سے بریلوی مسلک کی مسجدوں پر قبضہ کرنا آسان ہو جاتا ہے اس لئے یہ بھی ایک اچھا ہی عمل ہے اگر چند دن کسی بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے سے مسجد ہاتھ آتی ہو تو کیا برا ہے؟ مگر اتنے دن کی نمازیں تو نہ ہوئیں ان کا گناہ کس کھاتے میں جائے گا۔

سوال : سعودی عرب میں بھی تبلیغ ہوتی ہے اور وہاں تبلیغی جماعت کو سراہا جاتا ہے جبکہ خود ہمارے اپنے علماء (دیوبندی) اس کے مخالف ہیں کیوں؟

جواب : سعودی عرب میں تبلیغی جماعت کی غلط حرکتوں اور جاہلانہ رسمی تبلیغ کی وجہ سے ان پر تبلیغ کرنے پر پابندی لگ چکی ہے جبکہ علمائے دیوبند کی وہ لوگ قدر کرتے ہیں۔

سوال : بیرون ملک سے بہت سے لوگ تبلیغی جماعت میں آتے ہیں تو کیا ان کا آنا صحیح نہیں اور ان کو کوئی ثواب نہیں ملے گا؟

جواب : اگر ان کے اپنے ممالک میں علماء ہیں تو انہیں وہیں اپنے ملک کے علماء سے دین کے مسائل معلوم کرنے اور سیکھنے چاہئیں اور اگر وہاں علماء نہیں یا ختم ہو گئے ہیں تو پھر ان کو کسی دوسرے ملک سے اپنے ہاں علماء کو دعوت دے کر ان سے علم حاصل کرنا چاہئے یہاں آ کر تبلیغی جماعت کے ساتھ وقت لگانا خواہ مخواہ کی مشقت ہے جس کا نہ کوئی اجر ملے گا نہ علمی فائدہ ہوگا جبکہ علماء سے سیکھنے میں اور اپنے ملک میں اپنی زبان میں سیکھنے میں فوائد کثیرہ ہیں۔

سوال : تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ یہ عجیب فلسفہ ہے کہ دنیا بھر کی تقریبات منگنی، بیاہ، ختنہ اور دیگر مروجہ رسوم کے لئے قرض لینا جائز اور تبلیغ جیسے ضروری کام کے لئے قرض لینا ناجائز، قرض کی برائی بیان کرنے کے لئے صرف تبلیغ ہی تختہ مشق ٹھہرا؟ کیا ان کی یہ دلیل صحیح ہے؟

جواب : تبلیغ کے لئے قرض کی ترغیب دینا قرض لینا مقروض شخص کا تبلیغ میں جانا از روئے شریعت درست نہیں۔

اگر اللہ کریم تمہیں عقل سلیم اور فہم دین عطا فرمائے تو تُو بھی اس فلسفہ کو سمجھ سکتا ہے سن لے پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ قرض لینا کسی بھی رسم کی ادائیگی کے لئے جائز نہیں۔ البتہ یہ سوال کہ قرض کی برائی بیان کرنے کے لئے صرف تبلیغ ہی پر کیوں سارا غصہ اتارا جاتا ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا بھر کا کوئی شخص جسے دین اسلام کی تھوڑی بھی سمجھ حاصل ہو کسی رسم کی تکمیل کے لئے قرض لینے کو ثواب نہیں سمجھتا بلکہ عذاب الٰہی سمجھ کر اور گناہ سمجھ کر بادل نخواستہ قرض لیتا ہے جبکہ دوسری طرف تبلیغ میں نکلنے والے سالہا سال کے مقروض شخص کو کروڑوں ثوابوں کا مستحق بتلایا جاتا ہے اور خود وہ شخص بھی ایسا ہی سمجھتا ہے یاد رکھئے گناہ کرنا تو ہے ہی گناہ... لیکن گناہ کے کام کو ثواب سمجھنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔

یاللعجب

سوال: تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ جو خدا (والدین کی وفات کی صورت میں) مرحوم کی بیوی بچوں کی نگرانی کرتا ہے اور انہیں روزی پہنچاتا ہے وہی خدا تبلیغ میں جانے والے شخص کی بیوی بچوں کی بھی حفاظت اور نگرانی کرے گا کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: کسی شخص کے لئے تبلیغ میں جانا حرام اور ناجائز ہے جب تک کہ گھر کی ذمہ داری سنبھالنے اور اہل وعیال کی تمام ضروریات پوری کرنے ان کی دیکھ بھال اور صحیح تربیت کرنے والا کوئی معتبر اور محرم گھر میں موجود نہ ہو۔

نوٹ: اپنے سگے بھائی کو بھی ذمہ داری سونپنا حدیث پاک (دیور موت ہے) کی مخالفت ہے نئی زمانہ ایسے واقعات کا بکثرت رونما ہونا بالکل واضح ہے کہ جس میں سگا بھائی موت ثابت ہوتا ہے اللہ کریم تمہیں عقل سلیم اور فہم دین عطا فرمائے۔

بیماری یا موت جیسے حالت غیر اختیاری ہیں جن کا بندہ مکلف ہی نہیں ہوتا جبکہ سفر اختیار کرنا (جس مقصد کے لئے بھی ہو) ایک اختیاری امر ہے جس کے لئے بندہ عند اللہ جواب دہ ہوگا اور دوسرا تبلیغ فرض عین نہیں جبکہ اہل وعیال کی دیکھ بھال تربیت اور ان کے تمام حقوق کی ادائیگی فرض عین ہے۔

حدیث نبوی ﷺ میں ہے: "کلکم راع وکلکم مسول عن رعیته"

(تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا) کے مطابق قیامت کے دن سوال کیا جائے گا کہ جن کے تم نگہبان تھے تم نے ان سے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو کس حد تک پورا کیا۔

سوال: تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کیا صحابہ کرام سب کے سب عالم تھے تمام صحابہ کرام تو عالم نہ تھے اور غیر عالم ہو کر بھی تبلیغ کرتے تھے پس آج کے تبلیغی بھی بغیر علم کے تبلیغ کرنے کے مجاز ہیں کیا ان کا یہ فلسفہ صحیح ہے؟

جواب: وعظ عام کے لئے بنیادی شرط علم ہے بے علم شخص کا وعظ کے لئے اٹھنا رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ہے۔ بے علم شخص کا وعظ سننے سے سامعین بھی گناہ گار ہونگے۔

حضرات صحابہ کرام پر جھوٹ، تاریخ اسلام کا انکار، اسی کو دلیری کہتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں کم وبیش ایک لاکھ صحابہ کرام موجود تھے لیکن اشاعت دین کا جو طریقہ رائج تھا مولانا شبلی نعمانی نے اسے الفاروق میں یوں بیان کیا ہے اس طریقے کے لئے سب سے ضروری امر یہ ہے کہ عام اجازت نہ ہو بلکہ خاص خاص قابل لوگ افتاء کے لئے نامزد کر دیئے جائیں تاکہ ہر کس وناکس غلط مسائل کی ترویج نہ کر سکے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تخصیص کو ہمیشہ ملحوظ رکھا جن لوگوں کو انہوں نے افتاء کی اجازت دی مثلاً حضرت علی حضرت عثمان

حضرت معاذ بن جبل حضرت عبدالرحمٰن بن عوراُبی بن کعب زید بن ثابت ابو ہریرہ اور ابودرداء وغیرہ وغیرہ ان کے سوااور لوگ فتویٰ دینے کی مجاز نہ تھے شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفاء میں لکھتے ہیں:

”سابق وعظ وفتوی موقوف بود برائے خلیفہ بدون امر خلیفہ وعظ نمی گفتند وفتوی نمی داند ونیز توقف برائے خلیفہ موعظ می گفتند وفتوی می دادند“

تاریخوں میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ لوگوں کو فتویٰ کی اجازت نہ تھی انہوں نے فتوے دیئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو منع کر دیا چنانچہ ایک دفعہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ واقع گذرا بلکہ ان کو یہاں تک احتیاط تھی کہ مقرر شدہ مفتیوں کی بھی جانچ کرتے تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بارہا پوچھا کہ تم نے اس مسئلہ میں کیا فتویٰ دیا؟ اور جب انہوں نے اپنا جواب بیان کیا تو فرمایا کہ اگر تم مسئلہ کا اور کچھ جواب دیتے تو آئندہ تم کبھی فتویٰ کے مجاز نہ ہوتے دوسرا امر جو اس طریقے کے لئے ضروری ہے یہ ہے کہ مفتیوں کے نام کا اعلان کر دیا جائے اس وقت اخبار تو نہ تھے لیکن مجالس علماء میں جن سے بڑھ کر اعلان کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہا اعلان کیا شام کے سفر میں بمقام جابیہ بے شمار آدمیوں کے سامنے جو خطبہ پڑھا اس میں یہ الفاظ بھی فرمائے:

”من اراد القرآن فلیات ابیا من اراد ان یسال الفرایض فلیات زید ومن اراد ان یسال من الفقه فلیات معاذا“

یعنی جو شخص قرآن سیکھنا چاہے تو ابی بن کعب کے پاس اور فرائض کے متعلق کچھ پوچھنا چاہے تو زید کے پاس اور فقہ کے متعلق پوچھنا چاہے تو معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جائے۔

شبلی نعمانی الفاروق حصہ دوم میں ص ۱۹۳ پر لکھتے ہیں:

حضرت جلال الدین سیوطی نے حضرت حبان بن ابی جبلہ کی نسبت لکھا ہے کہ حضرت عمر نے ان کو مصر میں فقہ کی تعلیم پر مامور کیا تھا۔

عمران بن الحصین جو بہت بڑے رتبہ کے صحابی تھے حضرت عمر نے انہیں بصرہ میں فقہ کی تعلیم کے لئے شام بھیجا تھا حضرت عمر نے حضرت عبادہ بن صامت حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوالدرداء کو شام بھیجا تاکہ لوگوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور فقہ سکھائیں۔

ان فقہاء کے درس کا یہ طریقہ تھا کہ مساجد کے صحن میں ایک طرف بیٹھ جاتے تھے اور شائقین علم نہایت کثرت سے ان کے گرد حلقہ کی صورت میں جمع ہو کر فقہی مسائل پوچھتے تھے اور وہ جواب دیتے تھے ابو مسلم خولانی کا بیان ہے کہ میں حمص کی مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ 30 بڑے بڑے صحابی

وہاں تشریف رکھتے تھے اور مسائل پر گفتگو کرتے تھے لیکن جب ان کو کسی مسئلہ میں شک پڑتا تھا تو ایک نوجوان کی طرف رجوع کرتے تھے میں نے لوگوں سے اس نوجوان کا نام پوچھا تو کہا کہ معاذ بن جبل ہیں لیث بن سعد کا بیان ہے کہ حضرت ابوالدرداء جب مسجد میں آتے تھے ان کے ساتھ لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوتا تھا جیسے بادشاہ کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ سب لوگ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن لوگوں کو تعلیم فقہ کے لئے منتخب کیا تھا مثلاً معاذ بن جبل ابوالدرداء عبادہ بن الصامت عبدالرحمٰن بن غندر عمران بن حصین عبداللہ بن مغفل یہ تمام جماعت اسلام میں انتخاب تھے ایک اور بات بھی قابل لحاظ ہے کہ حضرت عمر نے اس بات کی بڑی احتیاط کی کہ عموماً ہر شخص تعلیم مسائل کا مجاز نہ ہو۔

قارئین کرام! یہ آخری جملہ ہماری پوری کتاب کا خلاصہ اور ہمارے قلب کی وہ صدا ہے جسے ہم تمام امت مسلمہ کو بالعموم اور تبلیغی رفقاء کو بالخصوص پہنچانا چاہتے ہیں ذمہ داران تبلیغ اور اکابرین تبلیغی جماعت کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ تمہارے بیانات کی وجہ سے نوجوان نسل کے دل ودماغ میں یہ بات راسخ ہو چکی ہے کہ تمام حضرات انبیاء علیہم السلام اور تمام صحابہ کرام اسی موجودہ تبلیغی طریقہ کار کے مطابق تبلیغ کرتے تھے جب تبلیغی رفقاء کو حقوق العباد اور خصوصاً اہل وعیال کے حقوق کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو ان کی طرف سے یہ جواب کتنا عام وخاص ہے کہ صحابہ کرام نے بھی اپنے بال بچوں کو چھوڑا تھا بالفاظ دیگر حضرات صحابہ کرام بھی حقوق العباد کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ یا للعجب

جب معاملات نااہلوں کے سپرد ہو جائیں تو پھر قیامت کا انتظار کیا جانا چاہئے...... (الحدیث)

میں نے مندرجہ بالا سوالات کے جوابات حوالہ جات کے ساتھ لکھے ہیں اور نیک نیتی سے لکھے ہیں تاکہ ہمارے تبلیغی بھائی اپنی چال چلنے کی بجائے ہمارے اکابر علماء دیوبند کے نقش قدم پر چلیں اور اپنے عمل کی اصلاح کریں میرا مقصد نہ کسی کی دل آزاری ہے اور نہ ہی اپنوں ہی کی مخالفت۔ اللہ تعالیٰ دلوں کا حال جاننے والا ہے اور ہم سب اسی سے اجر کے طالب ہیں۔

۱) خادم علماء دیوبند عبدالغفار غور غشتی
بمقام ڈاک اسماعیل خیل صوبہ سرحد

۲) مولانا شبیر احمد صاحب ابن مفتی عبداللطیف صاحب
ڈاک اسماعیل خیل، پشاور ڈنگری گیٹ

قارئین کرام کے لئے تحفہ

مشکوٰۃ شریف میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان

﴿ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴾

تم میں سے کوئی کوئی بھی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک وہ اپنے والدین، اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت مجھ سے نہ کرے۔

قارئین ک

تین چیزوں کا مر

مسلم شریف کی روایت ہے حضرت ابو

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِ

اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ

اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ

جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس

مگر تین چیزوں کا ثواب اس کو ملتا

- صدقہ جاریہ (جیسے مسجد، مدرسہ
- ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جا
وتدریس وغیرہ سے)
- اولاد صالح (روحانی یا جسمانی
(یا ایصال ثواب کرے)

یلۓ تحفہ

نے کے بعد بھی نفع

و ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

نْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ

نْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ

وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهُ

کے عمل بھی منقطع ہو جاتے ہیں

رہتا ہے:

ہ، مسافر خانہ، ہسپتال وغیرہ بنوانا)

اۓ (جیسے مرنے والے کی تصنیف

ں) جو اس کے لئے دعا کرے

قارئین کیلئے تحفہ

تین چیزوں کا مرنے کے بعد بھی نفع

مسلم شریف کی روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ

جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل بھی منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین چیزوں کا ثواب اس کو ملتا رہتا ہے:

- صدقہ جاریہ (جیسے مسجد، مدرسہ، مسافر خانہ، ہسپتال وغیرہ بنوانا)
- ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے (جیسے مرنے والے کی تصنیف وتدریس وغیرہ سے)
- اولاد صالح (روحانی یا جسمانی) جو اس کے لئے دعا کرے (یا ایصال ثواب کرے)